بارہویں امام

صاحب العصر والزمان حضرت حجت منتظر عجل اللہ فرجہ

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی النقوی طاب ثراہ

نام ونسب :- جو اپنے جد بزرگوار حضرت پیغمبر خدا کے بالکل ہم نام اور صورت وشکل میں ہو بہوان کی تصویر ہیں۔ والدۂ گرامی آپ کی نرجس خاتون قیصر روم کی پوتی اور شمعون وصی حضرت عیسیٰ کی اولاد سے تھیں۔ امام حسن عسکریؑ کی ہدایت سے حضرت کی بزرگ مرتبت ہمشیرہ حلیمہ خاتون نے ان کو مسائل دینیہ واحکام شرعیہ کی تعلیم دی تھی۔

القاب و خطابات :- غالباً ائمہ معصومینؑ میں حضرت علی ابن ابیطالبؑ کے بعد سب سے زیادہ القاب ہمارے امام عصرؑ کے ہیں جن میں زیادہ مشہور ذیل کے خطابات ہیں:

۱۔**المہدی :** یہ ایسا خطاب ہے جو نام کا قائم مقام بن گیا ہے اور پیشینگوئیاں جو آپ کے وجود سے متعلق پیغمبر اکرمؐ اور دیگر ائمہ معصومینؑ کی زبان پر آئی ہیں وہ زیادہ تر اس لفظ کے ساتھ ہیں اور اسی لئے آنے والے مہدی کا اقرار تقریباً ضروریات اسلام میں داخل ہوگیا ہے جس میں اگر اختلاف ہوسکتا ہے تو اوصاف وحالات کی تعیین میں لیکن اصل مہدی کے ظہور کا عقیدہ مسلمانوں میں ہر شخص کو رکھنا لازمی ہے۔

ان حضرات کا ذکر نہیں جو اپنے کو مسلمان صرف سوسائٹی کے اثر یا سیاسی مصلحتوں سے کہتے ہیں مگر ان کے دل میں حاضر وناظر معدلت پسند رب الارباب کا عقیدہ ہی موجود نہیں تو اس کے رسولؐ کی کسی ایسی خبر غیبی کی تصدیق جو ابھی وقوع میں نہیں آئی ان کے حاشیۂ خیال میں کہاں جگہ پاسکتی ہے۔

'مہدی' کے لفظ کے معنی ''ہدایت پائے ہوئے'' کے ہیں اس لحاظ سے کہ 'اصل ہادی' (راستہ بتانے والی) ذات خالق ہے جس کے لحاظ سے خود پیغمبرؐ سے خطاب کر کے قرآن کریم میں یہ آیت آئی ہے (**انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء**) تمہارے بس کی بات نہیں ہے کہ جس کو چاہو تم ہدایت کر دو بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اسی اعتبار سے سورۃ الحمد میں بارگاہ الٰہی میں دعا کی گئی ہے **اھدنا الصراط المستقیم** ہم کو سیدھے راستے پر لگا دے۔ اس فقرہ کو خود پیغمبرؐ اور ائمہ معصومینؑ بھی اپنی زبان پر جاری کرتے تھے اس لئے خداوند عالم کی ہدایت کے لحاظ سے ان رہنمایان دین کو مہدی کہنا صحیح تھا۔ جو صفت کے لحاظ سے سب ہی بزرگوار تھے اور خطاب کے لحاظ سے ''حضرت امام منتظرؑ'' کے ساتھ مخصوص ہوگیا۔

۲۔**القائم :** یہ لقب ان احادیث سے ماخوذ ہے جس میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''دنیا ختم نہیں ہو سکتی جب تک میری اولاد میں سے ایک شخص قائم نہ کھڑا ہو جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے۔''

۳۔**صاحب الزمان :** اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ

آپ ہمارے زمانے کے رہنمائے حقیقی ہیں۔

۴۔ حجت خدا: ہر نبی اور ہر امام اپنے دور میں خالق کی حجت ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے ہدایت کی ذمہ داری جو اللہ پر ہے وہ پوری ہوتی ہے اور بندوں کے پاس اپنی کوتاہیوں کے جواز کی کوئی سند نہیں رہتی۔ چونکہ ہمارے زمانہ میں رہنمائی خلق کی ذمہ داری حضرت کے ذریعہ سے پوری ہوئی ہے اس لئے قیام قیامت تک ''حجت خدا'' آپ ہیں۔

۵۔ منتظر: چونکہ امام مہدی کے ظہور کی بشارتیں برابر رہنمایان دین دیتے رہے ہیں یہاں تک کہ صرف مسلمانوں میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی چاہے نام کوئی دوسرا ہو مگر ایک آنے والے کا آخر زمانہ میں انتظار ہے ولادت کے قبل سے پیدائش کا انتظار رہا اور اب غیبت کے بعد دنیا کو ظہور کا انتظار ہے۔ اس لئے آپ خود حضرت، حکم الٰہی کے منتظر ہوتے ہوئے اور تمام خلق کے لئے منتظر یعنی مرکز انتظار ہیں۔

پیشین گوئیاں:-

آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے پیشین گوئی متواتر طریقہ سے پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ معصومینؑ کی زبانوں پر آتی رہی تھی جن میں سے ہر معصوم کی صرف ایک خبر اس موقع پر درج کی جاتی ہے۔

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیؐ: حضرتؐ کی زبان مبارک سے احادیث اس کثرت سے اس موضوع پر وارد ہوئے ہیں کہ صحاح و مسانید ان سے مملو ہیں اور متعدد علمائے اہل سنت نے ان کو مستقل تصانیف میں جمع کیا ہے جیسے حافظ بن یوسف گنجی شافعی نے ''البیان فی اخبار صاحب الزمان'' میں، حافظ ابونعیم اصفہانی نے ذکر ''نعت المہدی'' اس کے علاوہ ابوداؤد سجستانی نے اپنے سنن میں جس کا صحاح ستہ میں شمار ہوتا ہے کتاب ''المہدی'' کا مستقل عنوان قائم کیا ہے اسی طرح ترمذی نے ''صحیح'' میں اور ابن ماجہ قزوینی نے اپنی کتاب ''سنن'' میں اور حاکم نے ''مستدرک'' میں بھی ان احادیث کو وارد کیا ہے۔

صرف ایک حدیث یہاں درج کی جاتی ہے جسے محمد بن ابراہیم حموی شافعی نے اپنی کتاب ''فرائد السمطین'' میں درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا **:انا السید النبیین و علی سید الوصیین و الاوصیائی بعدی اثنا عشر اولھم علی و آخرھم المھدی۔** میں انبیاء کا سردار ہوں اور علیؑ اوصیاء کے سردار ہیں۔ میرے اوصیاء (قائم مقام) میرے بعد بارہ ہوں گے جن میں اول علیؑ ہیں اور آخری مہدیؑ ہوں گے۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا: کافی کلینی میں جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے پاس ایک لوح تھی جس میں تمام اوصیاء و ائمہ کے نام درج تھے۔ جناب سیدہؑ نے اس لوح سے بارہ اماموں کے ناموں کی خبر دی جن میں سے تین محمد تھے اور چار علیؑ ان کی آخری فرد آپ کی اولاد میں سے وہ ذات ہے جو قائمؑ ہوگی۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ: جناب شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ قمی نے ''اکمال الدین'' میں امام رضاؑ کی حدیث آپ کے آبائے طاہرین کے ذریعہ سے نقل کی ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے فرزند امام حسینؑ کو مخاطب کر کے فرمایا ''تیری نسل میں سے نواں وہ ہے جو حق کے ساتھ قائم دین کا ظاہر کرنے والا اور عدل و انصاف کا پھیلانے والا ہوگا۔''

امام حسن مجتبیٰ: اکمال الدین صدوق ''میرے بھائی حسینؑ کی نسل سے نواں جب پیدا ہوگا تو خداوند عالم اس کی عمر کو غیبت

کی حالت میں طولانی کرے گا پھر جب وقت آئے گا تو اسے اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر فرمائے گا۔

سید الشہداءامام حسینؑ: نواں میری نسل سے وہ امام ہے جو حق کے ساتھ قائم ہوگا جس کے ذریعہ سے اللہ زمین کو موت کے بعد زندگی عطا کرے گا اور جس کے ذریعہ سے دین حق کو تمام مذاہب پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اس کی ایک طولانی غیبت ہوگی جس میں بہت سے گمراہ ہو جائیں گے اور کچھ ثابت قدم رہیں گے جنہیں ایذائیں برداشت کرنا پڑیں گی اور ان سے لوگ کہیں گے کہ اگر سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ پورا کب ہوگا جو اس غیبت کے زمانہ میں اس اذیت اور انکار پر صبر کریں گے انہیں رسولؐ کے ہمراہ رکاب جہاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا

امام زین العابدینؑ: ہم میں سے قائم وہ ہوگا جس کی ولادت لوگوں سے پوشیدہ رہے گی یہاں تک کہ عام لوگ کہیں گے وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔

امام محمد باقرؑ: کافی کلینی ''حسینؑ کے بعد نو امام معین ہیں جن میں سے نواں امام قائم ہوگا۔''

امام جعفر صادقؑ: علل الشرائع شیخ صدوق میں روایت ہے فرمایا حضرت نے کہ ''میرے موسیٰ فرزند کی نسل سے پانچواں قائم آل محمدؐ ہوگا۔''

امام موسیٰ کاظمؑ: اکمال الدین صدوق ''کسی نے امام موسیٰ کاظمؑ سے کہا کہ کیا آپ قائم بحق ہیں حضرت نے فرمایا حق کے ساتھ قائم و برقرار تو میں بھی ہوں مگر اصل میں قائم وہ ہوگا جو زمین کو دشمنان خدا سے پاک کر دے گا اور اسے عدل و انصاف سے مملو کر دے گا۔ وہ میری اولاد میں سے پانچواں شخص ہوگا اس کی ایک طولانی غیبت ہوگی جس میں بہت سے مرتد ہو جائیں گے اور کچھ لوگ ثابت قدم رہیں گے۔''

امام رضاؑ: دعبلؔ نے آپ کے سامنے جب اپنا مشہور قصیدہ پڑھا اور اس میں ان دو شعروں تک پہونچے

خروج الامام لا محالة قائم
یقوم علیٰ اسم اللّٰہ والبرکات

یمین تینا کل حق و باطل
و یجزی علیٰ النعماء والنقمات

زمانہ میں ظہور قائمؑ آل عبا ہو گا
مدد سے جو خدا کے نام و برکت کی کھڑا ہوگا

جہاں میں امتیاز حق و باطل آ کے کردیگا
وہ دے گا مومن و کافر کو ہر کردار کا بدلا

یہ سنتے ہی امام رضاؑ نے گریہ فرمایا اور پھر سر اٹھا کر کہا اے دعبلؔ ''یہ شعر تمہاری زبان پر روح القدس نے جاری کرائے ہیں تمہیں معلوم بھی ہے کہ یہ امام کون ہے اور کب کھڑا ہوگا دعبل نے کہا یہ تفصیلات تو مجھے معلوم نہیں مگر میں یہ سنتا رہا ہوں کہ آپ میں ایک امام ایسا ہوگا جو زمین کو فساد سے پاک اور عدل و انصاف سے مملو کر دے گا حضرت نے فرمایا اے دعبل میرے بعد امام میرا فرزند محمدؑ ہوگا اور اس کے بعد اس کا فرزند علی اور علی کے بعد اس کا فرزند حسن اور حسن کے بعد اس کا بیٹا قائم ہوگا جس کی غیبت کے دور میں اس کا انتظار رہے اور ظہور کے موقع پر دنیا اس کے سامنے سر تسلیم خم کرے گی۔''

امام محمد تقیؑ: قائم ہم میں سے وہی مہدی ہوگا جو میری نسل میں تیسرا ہوگا۔

امام علی نقیؑ: میرا جانشین تو بعد میرے میرا فرزند حسنؑ ہے مگر اس کے جانشین کے دور میں تمہارا کیا عالم ہوگا سننے والوں نے

پوچھا کہ کیوں؟ اس کا کیا مطلب؟ فرمایا اس لئے کہ تمہیں اسے دیکھنے کا موقع نہ ملے گا بعد اس کے نام تک لینے کی اجازت نہ ہوگی۔ عرض کیا گیا پھر ان کا نام کس طرح لیا جائے گا فرمایا بس یوں کہنا کہ ''الحجة من آل محمد''

امام حسن عسکریؑ: حضرت سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کے آبائے طاہرینؑ نے یہ فرمایا ہے کہ زمین حجت خدا سے قیامت تک کبھی خالی نہیں ہوسکتی؟ اور جو مرجائے اور اپنے امام زمانہ کی اسے معرفت حاصل نہ ہوئی ہو وہ جاہلیت کی موت دنیا سے گیا؟ آپ نے فرمایا کہ ''بیشک یہ اسی طرح حق ہے جس طرح روز روشن حق ہوتا ہے'' عرض کیا گیا کہ پھر حضور کے بعد حجت خدا اور امام کون ہوگا فرمایا ''میرا فرزند جو پیغمبرؐ خدا کا ہم نام ہے میرے بعد امام و حجت ہوگا جو شخص بغیر اس کی معرفت حاصل کیے ہوئے دنیا سے اٹھا وہ جاہلیت کی موت مرا بیشک اس کی غیبت کا دور اتنا طولانی ہوگا جس میں جاہل لوگ حیران اور سرگردان پھریں گے اور باطل پرست ہلاکت ابدی میں گرفتار ہوں گے اور وقت مقرر کر کے پیشین گوئیاں کرنے والے غلط گو ہوں گے۔''

نتیجہ:- ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبرؐ اسلام کے وقت سے لے کر برابر ہر دور میں اس ذات کی خبر دی جاتی رہی تھی جو ''مہدی دین'' ہوگا بلکہ دعبل کی روایت سے ظاہر ہے کہ یہ امر اتنا مشہور تھا کہ شعراء تک اسے نظم کرتے تھے اس کے ساتھ تواریخ پر نظر کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوست و دشمن سب ان حدیثوں سے واقف تھے یہاں تک کہ بسا اوقات ان سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے چنانچہ سلسلۂ عباسیہ میں سے محمد نام جس کا تھا اس نے پنا لقب مہدی اسی لئے اختیار کیا اور نسل امام حسنؑ سے عبداللہ محض کے فرزند محمد کے متعلق بھی مہدی ہونے کا عقیدہ قائم کیا گیا اور ''کیسانیہ'' نے محمد بن حنفیہ کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا مگر ائمہ اہل بیتؑ میں سے ایک معصوم ہستی کا اسی وقت پر وجود خود ان خیالات کو روکنے کے لئے کافی تھا اور یہ حضرات ان غلط دعویداروں کے دعاوی کے غلط بتانے کے ساتھ اصل ''مہدی'' کے اوصاف اور اس کی غیبت کا تذکرہ برابر کرتے رہے اس سے یہ حقیقت صاف ظاہر ہوگئی کہ اصل ''مہدی'' کی تشریف آوری کا انتظار متفقہ طور پر موجود تھا اس کے ساتھ پیغمبرؐ کی وہ حدیثیں بھی متواتر صورت سے موجود تھیں کہ میرے اولاد میں بارہ جانشین میرے ہوں گے اور یہ تعداد خود ان غلط مدعیوں کے دعوے کے بطلان کے لیے کافی تھی لیکن اب جبکہ امام حسن عسکریؑ تک گیارہ کی تعداد ائمہ کی پوری ہوگئی تو دنیا بے چینی کے ساتھ اس امام کی طلبگار ہوگئی جو اپنی پیدائش کے قبل بھی ''منتظر'' تھا اور پیدائش کے بعد بھی غیبت کی بناء پر مصلحت الٰہی کے تقاضہ تک منتظر رہنے والا تھا۔

ولادت:- وہ وقت جس کا معصومینؑ کو انتظار تھا، آخر کو آ ہی گیا اور پندرہ شعبان ۲۵۵ھ کی رات کو سامرے میں اس مبارک و مقدس بچے کی ولادت ہوئی۔ امام حسن عسکریؑ نے اس موقع پر کافی مقدار میں روٹیاں اور گوشت راہ خدا میں صدقہ کرایا اور عقیقہ میں کئی بکروں کی قربانی فرمائی۔

نشوونما اور تربیت:- ائمہ اہلبیتؑ میں یہ کوئی نئی بات نہیں کہ ان کو ظاہری حیثیت سے تعلیم و تربیت کا موقع حاصل نہ ہو سکا ہو اور وہ بچپن ہی میں قدرت کی طرف سے انتظام خاص کے ساتھ کمالات کے جوہر سے آراستہ کر کے امامت کے درجہ پر فائز کر دیئے گئے ہوں۔ اس کی نظیریں حضرت امام منتظرؑ کے پہلے بھی کئی سامنے آچکی تھیں جیسے آپ کے جد بزرگوار حضرت امام علی نقیؑ جن کی عمر اپنے

والد امام محمد تقیؑ کی وفات کے وقت چھ برس اور چند مہینہ سے زیادہ نہ تھی اور اس کے پہلے امام محمد تقیؑ جن کی عمر اپنے والد امام رضاؑ کے انتقال کے وقت آٹھ برس سے زیادہ نہ تھی ظاہر ہے کہ یہ مدت عام افراد کے لحاظ سے بظاہر اسباب نشو و نما اور تعلیم و تربیت کے لئے ناکافی ہے مگر جب خالق کی مخصوص عطا کو ان حضرات کے بارے میں تسلیم کر لیا تو اب سات اور چھ اور پانچ برس کے فرق کا بھی کوئی سوال باقی نہیں رہ سکتا اگر سات برس کے سن میں امامت کا منصب حاصل ہو سکتا ہے اور چھ برس کے سن میں حاصل ہو سکتا ہے جس کی نظیریں قبل کے اماموں کے یہاں دنیا کی آنکھوں کے سامنے آچکیں تو پانچ یا چار برس میں بھی یہ منصب اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے اور اس میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔

بارہویں امامؑ کو اپنے والد کی آغوش شفقت و تربیت سے بہت کم عمر میں جدا ہونا پڑا یعنی شعبان ۲۵۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ربیع الاول ۲۶۰ھ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت امام حسن عسکریؑ کی وفات ہو گئی اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی عمر اس وقت صرف ساڑھے چار برس کی تھی اور اسی کمسنی میں آپ کے سر پر خالق کی طرف سے امامت کا تاج رکھ دیا گیا۔

حکومت وقت کا تجسس :- بالکل اسی طرح جیسے فرعون مصر نے یہ پیشین گوئی سن لی تھی کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والا ایک بچہ میرے ملک کی تباہی کا باعث ہوگا تو اس نے اس کی کوششیں صرف کر دیں کہ وہ بچہ کسی طرح پیدا ہی نہ ہونے پائے اور پیدا ہو تو زندہ نہ رہنے پائے اسی طرح متواتر احادیث کی بنا پر عباسی سلطنت کے فرمانروا کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حسن عسکریؑ کے یہاں اس مولود کی پیدائش ہوگی جس کے ذریعہ باطل حکومتیں تباہ ہو جائیں گے تو اس کی طرف سے انتہائی شدت کے ساتھ انتظامات کیے گئے کہ ایک ایسے مولود کی پیدائش کا امکان باقی نہ رہے اسی لیے امام حسن عسکریؑ کو مسلسل قید و بند میں رکھا گیا مگر قدرت الٰہی کے سامنے کوئی بڑی سے بڑی مادی طاقت بھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جس طرح فرعون کی تمام کوششوں کے باوجود موسیٰؑ پیدا ہوئے اسی طرح سلطنت عباسیہ کے تمام انتظامات کے باوجود ''امام منتظرؑ'' کی ولادت ہوئی مگر یہ قدرت کی طرف کا انتظام تھا کہ آپ کی پیدائش کو صیغۂ راز میں رکھا گیا اور جسے قدرت اپنا راز بنائے اس کے افشاء پر کون قادر ہو سکتا ہے بیشک ذرا دیر کے لئے خود اس کی مصلحت اس کی متقاضی ہوئی کہ راز پر سے پردہ ہٹایا جائے جب امام حسن عسکریؑ کا جنازہ غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ کے لئے رکھا ہوا تھا۔ شیعیان خاص کا مجمع تھا اور نماز کے لئے صفیں بندھ چکی تھیں امام حسن عسکریؑ کے بھائی جعفر نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکے تھے اور تکبیر کہنا ہی چاہتے تھے کہ ایک دفعہ حرم سرائے امامت سے ایک کمسن بچہ برآمد ہوا اور بڑھتا ہوا صفوں کے آگے پہونچا اور جعفر کی عباء کو ہاتھ میں لے کر کہا ''چچا پیچھے ہٹیے اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھانے کا حق مجھے زیادہ ہے۔'' جعفر بیساختہ پیچھے ہٹے اور صاحبزادہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی پھر صاحبزادہ حرم سرا میں واپس ہو گیا غیر ممکن تھا کہ یہ خبر خلیفۂ وقت کو نہ پہونچتی چنانچہ پہونچی اور اب زیادہ شدت و قوت کے ساتھ تلاش شروع ہو گئی کہ ان صاحبزادہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا جائے یا ان کی زندگی کا خاتمہ کیا جائے۔

غیبت :- حضرت امام منتظرؑ کی امامت کا زمانہ اب تک دو غیبتوں میں تقسیم رہا ہے ایک زمانہ ''غیبت صغریٰ'' اور ایک ''غیبت کبریٰ'' اس کی بھی خبر معصومینؑ کی زبان پر پہلے ہی آچکی تھی

جیسے پیغمبرؐخدا کا ارشاد ''اس کے لئے ایک غیبت ہوگی جس میں بہت سی جماعتیں گمراہ پھرتی رہیں گی'' اوراس کی غیبت کے زمانہ میں اس کے اعتقاد پر برقرار رہنے والے ''گوگرد سرخ'' سے زیادہ نایاب ہوں گے حضرت علی ابن ابیطالبؑ کا ارشاد ہے قائم آل محمدؐ کے لئے ایک طولانی غیبت ہوگی۔ میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے وہ منظر کہ دوستان اہلبیت اسکی غیبت کے زمانے میں سرگرداں پھر رہے ہیں جس طرح جانور چراگاہ کی تلاش میں سرگرداں پھرتے ہیں۔''

دوسری حدیث میں ''اس کا ظہور ایک ایسی غیبت اور حیرانی کے بعد ہوگا جس میں اپنے دین پر صرف بااخلاص اصحاب یقین ہی قائم رہ سکیں گے۔'' امام حسنؑ کا قول ''اللہ اس کی عمر کو اس کی غیبت کی حالت میں طولانی کرے گا'' امام حسینؑ کا ارشاد ''اس کی ایک غیبت ہوگی جس میں بہت سی جماعتیں گمراہ ہوجائیں گے۔'' امام محمد باقرؑ کا ارشاد'' اس کی غیبت انتی طولانی ہوگی کہ بہت سے گمراہ ہو جائیں گے۔'' امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ''مہدیؑ ساتویں امام کی اولاد میں سے پانچواں ہوگا اس کی ہستی تمہاری نظروں سے غائب رہے گی۔'' دوسری حدیث میں ''صاحب الامر کے لئے ایک غیبت ہونے والی ہے اس وقت ہر شخص کو لازم ہے کہ تقویٰ اختیار کرے اور اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہے۔''

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں'' اس کی صورت لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہوگی مگر اس کی یاد اہل ایماں کے دلوں سے غائب نہ ہوگی۔ وہ ہمارے سلسلہ کا بارہواں ہوگا'' امام رضاؑ ''اس کی غیبت کے زمانہ میں اس کا انتظار رہے گا۔'' امام محمد تقیؑ ''مہدی وہ ہے جس کی غیبت کے زمانے میں اس کا انتظار اور ظہور کے وقت پر اس کی اطاعت لازم ہوگی۔'' امام علی نقیؑ ''صاحب الامر وہ ہوگا جس کے متعلق بہت سے لوگ کہتے ہوں گے وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا'' امام حسن عسکریؑ ''میرے فرزند کی غیبت ایسی ہوگی کہ سوا ان لوگوں کے جنہیں اللہ محفوظ رکھے سب شک وشبہہ میں مبتلا ہوجائیں گے۔'' اسی کے ساتھ امام محمد باقرؑ نے یہ بھی بتادیا تھا کہ ''قائم آل محمد کے لئے دو غیبتیں ہیں ایک بہت طولانی اور ایک اس کی بہ نسبت مختصر۔'' امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ''ایک دوسری کی بہ نسبت بہت طولانی ہوگی'' ان ہی احادیث کے پہلے سے موجود ہونے کا نتیجہ تھا کہ امام حسن عسکریؑ کے بعد ان کے اصحاب اور مومنین مخلصین کسی شک وشبہہ میں مبتلا نہیں ہوئے اور انہوں نے کسی حاضر الوقت مدعی امامت کو تسلیم کرنے کے بجائے اس ''امام غائب'' کے تصور کے سامنے سر تصدیق خم کردیئے۔

غیبت صغریٰ :- پہلی غیبت کا دور ۲۶۰؁ھ سے ۳۲۹؁ھ تک انہتر سال قائم رہا۔ اس میں سفراء خاص موجود تھے یعنی ایسے حضرات جن کو مخصوص طور پر نام کی تعیین کے ساتھ امام کی جانب سے نائب بتایا گیا تھا کہ شیعوں کے مسائل امام تک پہونچائیں ان کے جوابات حاصل کریں۔ اموال زکوٰۃ وخمس کو جمع کر کے انہیں مصارف خاصہ میں صرف کریں اور جو قابل اعتماد اشخاص ہوں ان تک خود امام کی تحریرات کو بھی پہونچادیں ورنہ خود حضرت سے دریافت کر کے ان کے مسائل کا جواب دیدیں۔ یہ حضرات علم و تقویٰ اور رازداری میں اپنے زمانے کے سب سے زیادہ ممتاز اشخاص تھے اس لئے ان کو امامؑ کی جانب سے اس خدمت کا اہل سمجھا جاتا تھا یہ حسب ذیل چار بزرگوار تھے:

۱۔ ابوعمر وعثمان سعید بن عمری اسدی: یہ پہلے امام علی نقیؑ کے بھی سفیر رہے تھے۔ پھر امام حسن عسکریؑ کے زمانے میں بھی اس خدمت پر مامور رہے اور پھر حضرت ''امام منتظرؑ'' کی جانب سے بھی

سب سے پہلے اسی عہدہ پر یہی قائم ہوئے چند سال اس خدمت کو انجام دے کر بغداد میں انتقال کیا وہیں دفن ہوئے۔

۲۔ان کے فرزند ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری امام حسن عسکریؑ نے ان کے منصب سفارت پر برقرار ہونے کی خبر دی پھر ان کے والد نے اپنی وفات کے وقت بحکم امام ان کی نیابت کا اعلان کیا۔ جمادی الاول ۳۰۵ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

۳۔ابوالقاسم حسین بن روح بن ابی بحر نوبختی: علم وحکمت ،کلام ونجوم میں خاص امتیاز رکھتے ہوئے مشہور خاندان نوبختی کی یادگار اور خود بڑے جلیل المرتبت پرہیزگار عالم تھے۔

ابوجعفر محمد بن عثمان نے اپنی وفات کے بعد امام کے حکم سے ان کو اپنا قائم مقام بنایا پندرہ برس عہدۂ سفارت انجام دینے کے بعد شعبان ۳۲۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ابوالحسن علی بن محمد سمریؒ یہ آخری نائب تھے۔ حسین بن روح کے بعد بحکم امامؑ ان کے قائم مقام ہوئے اور صرف نو برس اس فریضہ کو انجام دینے کے بعد ۱۵؍شعبان ۳۲۹ھ میں بغداد میں انتقال کیا وقت آخر جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد نائب کون ہوگا تو انہوں نے کہدیا کہ اب اللہ کی مشیت ایک دوسری صورت کا ارادہ رکھتی ہے جس کی آخری مدت اسی کو معلوم ہے۔

اب اس کے بعد کوئی نائب خاص باقی نہ رہا اسی ۳۲۹ھ کے اندوہناک سال میں کافی کے مصنف ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینیؒ اور شیخ صدوقؒ کے والد بزرگوار علی بن بابویہ قمیؒ نے بھی انتقال فرمایا تھا اور ان حوادث کے ساتھ غیر معمولی طور پر یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ آسمان پر ستارے اس کثرت سے ٹوٹ رہے ہیں کہ ایک محشر معلوم ہوتا ہے اس لئے اس سال کا نام رکھ دیا گیا ''عام تناثر النجوم'' یعنی تاروں کے انتشار کا بدسال۔ اس کے بعد اندھیرا چھا گیا سخت اندھیرا اس لئے کہ کوئی ایسا شخص سامنے نہ رہا جو امامؑ کی خدمت میں پہونچنے کا وسیلہ ہو۔

غیبت کبریٰ:- ۳۲۹ھ کے بعد سے جو زمانہ ہے اسے غیبت کبریٰ کہتے ہیں اس لئے کہ اب کوئی خاص نائب بھی باقی نہیں رہا۔ اس دور کے لئے خود حضرت امام عصرؑ نے یہ ہدایت فرمادی تھی کہ ''اس صورت میں دیکھنا جو لوگ ہمارے احادیث پر مطلع ہوں اور ہمارے حلال وحرام یعنی مسائل سے واقف ہوں ان کی طرف رجوع کرنا۔ یہ ہماری جانب سے تمہارے اوپر حجت ہیں۔'' اس حدیث کی بنا پر علمائے شیعہ اور مجتہدین کو ''نائب امام'' کہا جاتا ہے مگر یہ نیابت باعتبار صفات عمومی حیثیت سے ہے خصوصی طور پر باعتبار نام زدگی نہیں ہے۔ یہی خاص فرق ہے ان میں اور نائبین میں جو غیبت صغریٰ کے زمانہ میں اس منصب پر فائز تھے اس زمانۂ غیبت میں بھی یقینا امام علیہ السلام ہدایت خلق اور حفاظت حق کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور ہماری کسی نہ کسی صورت سے رہنمائی فرماتے ہیں خواہ وہ ہمارے سامنے نہ ہوں اور ہمیں محسوس ومعلوم نہ ہو یہ پردہ اس وقت تک رہے گا جب تک مصلحت الٰہی متقاضی ہو اور ایک وقت ایسا جلد آئے گا (خواہ وہ جلد ہمیں کتنی ہی دور پر معلوم ہوتا ہو) کہ یہ پردہ ہٹے گا اور امام علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے معمور فرمائیں گے اسی طرح جیسے وہ اس کے پہلے ظلم وجور سے مملو ہو چکی ہوگی۔

(اللھم عجل فرجه وسهل مخرجه)